حضرت علی علیہ السلام سے بعض مسیحی علماء کا والہانہ عشق

علامہ ڈاکٹر سید مجتبیٰ حسن صاحب قبلہ کامونپوری طاب ثراہ

مسیحیت و اسلام

جب اسلام آیا تو عرب اور ساری دنیا میں مختلف مذاہب پھیلے ہوئے تھے۔ عرب میں ساری دنیا کی طرف اگرچہ مشرکوں کی کثرت تھی۔ لیکن کم وبیش دوسرے فرقے بھی موجود تھے۔ وہاں مجوسی، صابی، یہودی اور مسیحی بھی تھے۔

مسیحیت قبیلۂ قضاعہ وسلیم وغسّان میں تھی۔ نجران یمن کا مشہور مقام ہے۔ یہاں بھی عیسائی آباد تھے۔ انھیں عیسائیوں پر یہودیوں نے حملہ کیا تھا۔ جس کا ذکر قرآن مجید (سورۂ بروج) میں ہے۔

مسیحیت فرقوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ یعقوبی فرقہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا مانتا تھا۔ اور ملکانی ونسطوری، ان میں لاہوتی وناسوتی، دو جنبے پیدا کرتے تھے۔

قرآن مجید نے دوسرے ادیان کی طرف مسیحیت پر بھی کئی جگہ تنقید کی ہے۔ سورۂ مائدہ۔ آیت: ۷۶، میں ہے۔ ''جو لوگ اس کے قائل ہیں کہ خدا تین میں کا تیسرا ہے وہ یقینا کافر ہوگئے۔ خدائے معبود کے سوا کوئی معبود نہیں۔''

اسی کے ساتھ اسلام نے مسیحیت کی بہت اہم خدمت بھی انجام دی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰؑ و مریمؑ پر جو تہمت تراشی کی تھی اسلام نے اس کی پوری پوری نفی کی اور یہودیوں کے مقابلہ میں اسلام نے مسیحیوں کی نرم دلی اور سنجیدگی کا بھی اعتراف کیا۔

سورۂ مائدہ آیت: ۸۴، میں ہے۔ ''بہ نسبت دوسرے فرقوں کے نصاریٰ مومنوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اس لئے کہ ان میں عالم وعابد (قسّیس ورہبان) ہیں۔ یہ غرور نہیں کرتے۔ جب ان کو قرآن کی آیت سنائی جاتی ہے تو حق شناسی کی وجہ سے ان کی آنکھیں اشک بار ہوجاتی ہیں۔ یہ کہتے ہیں ''معبود ہم تو ایمان لاچکے تو رسولؐ کے تصدیق کرنے والوں میں ہمیں بھی محسوب کرلے۔''

چنانچہ ان کے نرم دلی کے تاریخی ثبوت بھی ہیں۔ ابتدا میں جب کہ مسلمانوں کے لئے پناہ کی کوئی جگہ نہ تھی، حبش کی مسیحی حکومت ہی نے ان کا خیر مقدم کیا۔

تقریباً ڈیڑھ ہزار سال پہلے ایک مسیحی اسقف کا نعرہ حقیقت

۸ ھ ہجری میں مکہ فتح ہوگیا اور ۸، ۹، ۱۰ ھ ہجری میں مدینہ میں قبائل کے وفد آتے رہے تاکہ بدلے ہوئے ماحول میں اپنی پوزیشن کے متعلق کوئی آخری فیصلہ کریں۔ بنوتمیم، بنوسعید، بنوحنیفہ، بنواسد، کندہ، سلاطین حمیر، ہمدان، ازد اور طے کی سفارتیں دربار رسالت میں آئیں۔ ان میں سے بعض

سفارتیں صرف اپنے سیاسی تحفظ کے لئے آئیں، جن کا مقصد یہ تھا کہ بہ حیثیت فاتح جناب رسولؐ خدا سے معاہدہ کریں۔ لیکن اکثر قبائل اس لئے آئے کہ اسلام کی حقیقت سے براہ راست واقفیت حاصل کریں اور اگر ان کی سمجھ میں اسلام کی سچائی آجائے تو اسے قبول کرلیں۔ خود بھی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبائل اور حکومتوں کو دعوت نامے بھیجے۔

نصارائے نجران کو بھی حضرتؐ نے دعوت کا خط لکھا تھا۔ نجران کو ایک تاریخی حیثیت حاصل تھی۔ وہاں عیسائیوں کا ایک عظیم الشان کلیسا تھا جسے وہ کعبہ کہتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسے پورے عرب کا مرکز توجہ بنائیں۔ یہاں بڑے بڑے مذہبی پیشوا رہتے تھے۔ انھیں ''سید'' اور ''عاقب'' کہا جاتا تھا۔

جب انھیں حضرتؐ کا دعوت نامہ ملا تو کلیسا کے محافظ وامام سات آدمیوں کے ساتھ مدینہ آئے۔ نصارائے نجران کی جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کو کافی تاریخی اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ تفسیر و تاریخ و حدیث کی کتابوں میں اسے نمایاں مقام دیا گیا ہے۔ اس وفد میں ابوحارثہ لارڈ بشپ بھی شریک تھا۔ یہ نہایت فاضل شخص تھا۔ قیصر روم نے اسے یہ منصب عطا کیا تھا۔ ان لوگوں نے جناب رسولؐ خدا سے مختلف مذہبی مسائل پر گفتگو کی۔ ان کے زمانۂ قیام میں سورۂ آل عمران کی اسّی آیتیں اتریں جن میں ان کے سوالات کے جواب تھے۔ جب ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی گئی تو انھوں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی سے مسلمان ہیں۔ جناب رسولؐ نے فرمایا کہ جب تک تم صلیب کی پرستش کرتے ہو اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا مانتے ہو، کیسے مسلمان ہوسکتے ہو؟

جب منطق واستدلال کے سامنے یہ نہ جھکے تو آخر میں جناب رسولؐ خدا نے وحی کے مطابق ان کے سامنے ''مباہلہ'' کی تجویز رکھی یعنی ہم تم دونوں اپنے مخصوصین کو لے کر آئیں اور دعا کریں، جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت کریں۔

جناب رسول خدا اپنے ساتھ حسنؑ وحسینؑ و جناب سیدہؑ وامیر المومنین علیہم السلام کو لے کر تشریف لے گئے۔ اس وقت ''اسقف'' کا ضمیر بیدار ہوا اور اس نے ایک روشن حقیقت کا اقرار کیا جسے تاریخ نے ہمیشہ کے لئے محفوظ کرلیا۔

مسلمانوں کے ہر مکتب خیال کے دوسرے مفسروں کی طرح ''قاضی القضاۃ'' ابوالسعود عمادی (۸۹۶ھ تا ۹۵۱ھ) اپنی تفسیر (مطبوعہ مصر ۱۹۲۸ء) اور جاراللہ محمود عمر زمخشری معتزلی نے اپنی تفسیر (کشاف ۱/۱۴۹ مصر) میں اس موقع پر ''اسقف'' کا عقیدت سے لبریز قول نقل کیا ہے۔

جب کہ جناب رسولؐ خدا حسنینؑ اور جناب سیدہؑ وامیر المومنینؑ کے ساتھ مباہلہ کے لئے تشریف لائے تو اسقف نے کہا:

''اے نصاریٰ! میں ان چہروں کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ چاہے تو ان کی دعا سے پہاڑوں کو ہٹا دے۔ ان سے مباہلہ نہ کرنا، ورنہ تباہ ہو جاؤ گے اور زمین پر تا قیامت ایک نصرانی بھی نہ رہے گا۔''

اس وفد نے اسقف کی بصیرت کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور بجائے مباہلہ کے جزیہ پر صلح کرلی۔ اسقف کا یہ اعتراف دل کی گنجائش، ضمیر کی روشنی اور نفس کی بلندی کا نتیجہ تھا۔

مسلمانوں کا مسیحیت سے ابتدا سے تاریخی تعلق

رہا ہے۔ مسلمانوں نے جو ممالک فتح کئے انھیں ہر جگہ مسیحیوں سے سابقہ ہوا۔ مصر وبلاد عرب وشام واندلس (Spain) میں عیسائی مسلمانوں کی سیاسی حمایت میں رہے۔ چودہ سو سال میں مسلمانوں اور عیسائیوں میں بہت سے سیاسی وتہذیبی مسائل پیش آتے رہے لیکن مباہلہ کے موقع پر فاضل اسقف نے اہلبیتؑ سے عقیدت کا جو چراغ روشن کیا تھا وہ سیکڑوں تاریخی انقلاب وحوادث کے باوجود ہر دور میں بعض مخلص مسیحی اہل دل کے سینے میں جلتا رہا۔ ایک مضمون چودہ سو سال کے سرمایۂ عقیدت کو نہیں سمیٹ سکتا۔ عرصہ سے جب کہ مسیحیت نے الحاد وبے دینی سے سمجھوتہ کرلیا ہے اور تنگ نظر مبلغ اسلام کے خلاف زہر چکانی کررہی ہیں۔ کل مسیحیت نے اپنا رشتہ سچائی کے اعتراف اور محمدؐ وآل محمدؐ کی عقیدت ومحبت میں سرشاری سے نہیں توڑا ہے۔

عہد قریب میں بعض مسیحی علما کا حضرت علیؑ سے عظیم الشان اظہار عقیدت

میں عرصہ کے بعد ۱۹۵۶ء میں عراق وایران گیا اور شیعہ کلچر کی تلاش میں ہر چھوٹے بڑے کتاب فروش کی دوکان کا طواف کرتا رہا۔ جب بغداد میں علامہ ہبۃ الدین شہرستانی دام ظلہ سے ملاقات ہوئی تو موصوف نے مجھ سے ایک نئی کتاب کا تذکرہ فرمایا۔ جسے پریس سے بازار میں آئے ہوئے چند ہی دن گزرے تھے۔ موصوف نے فرمایا اپنے جسم کا لباس بیچ کر اس کتاب کو خرید لینا چاہئے۔ یہ کتاب لبنان کے عظیم المرتبت مسیحی ادیب ومورخ جورج جرداق کی تالیف ہے۔ اس کا نام ہے ''اَلْاِمَامُ عَلی صَوْتِ الْعَدَالَۃِ الْاِنْسَانِیَۃ'' یہ کتاب عراق میں اس قدر مقبول ہوئی کہ ایک ہفتہ میں پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا۔ میں نے عراق کے چپے چپے میں اسے ڈھونڈھا، کہیں نہ ملی۔ میں محرومی کی تکلیف کے ساتھ ایران گیا۔ اور اس کی جستجو میں لگا رہا اتفاقاً ایک نسخہ مل گیا۔ جب میں چند ہی دنوں کے بعد عراق واپس ہوا تو اتنی کم مدت میں مصنف کی اجازت سے خود عراق میں اس کا دوسرا ایڈیشن تیار کرلیا گیا۔ یہ کتاب بڑی تقطیع پر ۲۲۸ صفحوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب خلوص وعقیدت کا ایک شاہ کار ہے۔

اس کتاب سے تین مسیحی فاضلوں کے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ مسیحیت کے روشن ضمیر اکابر حضرت امیرالمومنینؑ سے کس قدر گہری عقیدت رکھتے ہیں۔

(۱) شبلی شمیل مشہور عیسائی فاضل لکھتے ہیں:

''امام علی بن ابی طالبؑ عظیم الشان انسانوں میں ایک خاص عظمت کے مالک ہیں یہ ایک بے نظیر انسان ہیں۔ شرق وغرب میں ان صفات کا کوئی دوسرا انسان نہیں گزرا۔''

(۲) جبران خلیل جبران دنیائے عرب کے نہایت مشہور ونامور مسیحی انشاپرداز ومصنف تھے۔ موصوف لکھتے ہیں: ''میرا عقیدہ ہے کہ ابن ابی طالبؑ وہ پہلے عربی ہیں جن کے لبوں سے روح کُلّی کے وہ ترانے سننے میں آئے جنھیں ان سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا۔ لوگ ان کی بلاغت کے گوشوں سے حیرت زدہ ہوگئے۔ جو سلیم الفطرت تھے، وہ اس کے دلدادہ ہوگئے اور جو فرزندان جاہلیت تھے، وہ ان سے

برسرپیکار رہے۔ علی بن ابی طالبؑ کی شہادت ایک شان عظمت رکھتی ہے۔ جب ان کی روح پرواز کررہی تھی تو ان کے لبوں پر نماز تھی۔ جب ان کی وفات ہوئی تو شوق معبود ان کے دل میں تھا۔ عرب ان کا مقام اور حیثیت نہ سمجھ سکے، البتہ ایرانیوں نے گوہر اور سنگریزوں میں فرق کیا۔ ان کی وفات ان ارباب بصیرت انبیاء کی طرح ہوئی جو ایسے مقام پر کام کرتے تھے جو اُن کا مقام نہیں ہوتا۔ ایسی قوم میں کام کرتے ہیں جو ان کی قوم نہیں کرتی۔ ایسے زمانے میں کام کرتے ہیں جو ان کا زمانہ نہیں ہوتا۔ (یعنی جس عہد میں یہ بڑے انسان کام کرتے ہیں اس میں پوری صلاحیت ان کی عظمت کے سمجھنے کی نہیں ہوتی) (الامام علی، جورج جرداق ۳۶۴)

(۳) میخائیل نعیمہ بلند مرتبہ انشا پرداز مسیحی ہیں۔ فاضل جرداق ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ ''مبالغہ وغلو میخائیل کے مزاج کے خلاف ہے۔ ان کی زبان سے انھیں خیالات کی ترادش ہوتی ہے جو ان کے دل میں جوش زن ہوتے ہیں۔'' میخائیل نعیمہ لکھتے ہیں:

''جناب رسولؐ خدا کے بعد امام علیؑ بغیر استثناء فکر واخلاق وبیان میں سیدالعرب ہیں۔ عربی زبان جس طرح ان کے قابو میں آئی، کسی کے قابو میں نہیں آئی۔ روحانی ومعاشرتی حکمت جس پختگی سے ان سے ظاہر ہوئی، کسی انسان سے نہیں ظاہر ہوئی۔ ان (کی) حکمتوں سے ایمان کی بجلیاں چمکتی ہیں۔ ان کا فنی جمال بے حد دلکش ہے۔ صفائے بصیرت میں ان کا کوئی مثل نہیں زندگی اور آزادی کے سرچشمے سے ان کا اتصال ایسا ہی ہے جیسے نہر کا اتصال سوتے سے، یا جیسے سبزے کا اتصال بارش سے۔ ابن ابی طالبؑ کی روح وبیان زمان ومکان کے حدود سے بالاتر ہے۔ ان کی مثال اس سمندر کی ہے جو بغیر کسی کوشش کے ''موتی'' پھینکتا رہتا ہے۔ (الامام علی۔ جرداق، ۳۶۵)

میخائیل لکھتے ہیں ''عظیم ترین انسانوں میں ابن ابی طالبؑ ایک عظیم انسان ہیں۔ اگرچہ وہ عرب میں پیدا ہوئے، لیکن عربی خاک صرف ان پر اپنا حق قائم نہ کرسکی۔ ان کی قدروں صلاحیتوں کے چشمے اسلام نے بہائے، لیکن ان کی زندگی کی افادیت اسلام سے مخصوص ہوکر نہیں رہ گئی۔ ورنہ ۱۹۵۶ء میں لبنان کا مسیحی انشا پرداز (جرداق) ان کے فضائل وکمالات کے ترانے دارفتگی سے نہ گاتا۔ امامؑ صرف میدان جنگ کے ہیرو نہ تھے، وہ صفائے بصیرت وطہارت ووجدان وسحر بیانی اور وسیع انسانیت وحرارت ایمانی وبلند نفسی ونصرت مظلوم ومحروم کے بھی ہیرو تھے۔

وہ حق کے پرستار تھے۔ جہاں کہیں بھی اس کی تجلیاں ظاہر ہوتیں، کتنا ہی زمانہ گزر جائے یہ عظمت تازہ ہے۔ جب بھی کسی صالح وفاضل زندگی کی تعمیر کی ضرورت ہوگی اس عظمت سے کوئی بے نیاز نہ ہوسکے گا۔ ہزار صفحوں میں بھی بڑے سے بڑا دانش مند اُن کی کامل تصویر نہیں کھینچ سکتا۔ جو کچھ امامؑ نے دنیا کو دیا، اُسے نہ کان نے پہلے سنا تھا، نہ آنکھ نے دیکھا تھا۔ جو تصویر بھی امامؑ کی کھینچی جائے گی وہ یقینا ناقص ہوگی۔''

(۴) میرے لئے دشوار ہے کہ جورج جرداق لبنانی عاشق وشیدائے امیرالمومنین علیہ السلام کی کتاب ''اَلْاِمَامُ

عَلیٰ صَوْتِ الْعَدَالَتِ الْاِنْسَانِیه'' سے کوئی اقتباس دوں جس سے خود موصوف کے خیالات کی ترجمانی ہو سکے، اس لئے کہ ۳۸۸ صفحہ کی ضخیم کتاب کا ہر صفحہ ''کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا این جا است'' کا مصداق ہے۔ فاضل جرداق نے جن جملوں پر اپنی کتاب ختم کی ہے ہم بھی اسے خاتمۂ کلام قرار دیتے ہیں:

''سَلَامٌ عَلیٰ الْاِمَامِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ علیہ السلام عَدْلاً وَحَقًّا! وَسَلَامٌ عَلَیْهِ عَبْقَرِیًّا عَظِیْمًا فَیَسْتَوِیْ وَقِیَمِ الْوُجُوْدِ عَلیٰ کُلِّ مُعِیْدٍ وَسَلَامٌ عَلَیْهِ یَوْمَ الصفه الْمُنْصِفُوْنَ وَیَوْمَ اَنْکَرَهُ الْمُعْرِضُوْنَ وَهُمْ فِیْ غَوَایَاتِهِمْ یَعْمَهُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَیْهِ فِی الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ۔''

(سلام ہو امام عدل و حق علی ابن ابی طالبؑ پر، سلام ہو امام نفیس و عظیم پر، مستوی و ہموار اور ہر اعادہ کرنے والے کے لئے وجود بخش، سلام ہو ان پر جس دن چاہنے والے ان کے ہم صف ہوں گے اور منکریں روگردانی کریں گے درانحالیکہ وہ اپنی گمراہی میں سرگرداں ہوں گے سلام ہو ان پر اولین و آخرین میں۔)		(ترجمہ......ادارہ)

❁❁❁

التماس ترحیم

مومنین کرام سے گزارش ہے کہ ایک بار سورۂ حمد اور تین بار سورۂ توحید کی تلاوت فرما کر مومنین مرحومین خصوصاً مرزا محمد اکبر ابن مرزا محمد شفیع کی روح کو ایصال فرمائیں۔

محمد عالم
نکّر پرنٹنگ اینڈ بائنڈنگ سینٹر
حسین آباد، لکھنؤ

Mohd. Alim
Proprietor
Nukkar Printing & Binding Centre
26, Shareef Manzil, J. M. Road,
Husainabad, Lucknow-3
0522-2253371, 09935563371
e-mail: nukkar_printers@yahoo.com

اجازے

ادارہ کو آیۃ اللہ العظمیٰ آقائے سید علی سیستانی مدظلہ العالی اور دوسرے مراجع کرام کی جانب سے سہم امام (خمس) قبول کرنے کے لئے اجازے حاصل ہیں۔